111165 ـ عقد کرنے کے بعد بغیر جماع کیے رمضان میں بیوی سے مباشرت اور رخصتی کے اعلان سے قبل جماع کر لیا

سوال

تقریبا دو ماہ قبل میری ایك دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص سے منگنی ہوئی، اور وہ چاہتا تھا کہ اسے عقد شرعی کی جگہ ہو لیکن میرے خاندان والوں نے اسے جلد بازی کا سبب کہہ کر اس سے انکار کر دیا، اس لیے کہ ہم بغیر کسی نگران کے خلوت کرتے رہے ہم سے بغیر جماع کیے ایك دوسرے سے لطف اندوز ہونا سرزد ہوا اور وہ بھی رمضان المبارك کے مہینہ میں، اس وقت سے اب تك میں شدید غمگین ہوں اب مجھے پانچ ماہ کے روزے رکھنے مشکل ہیں (ہر ایك دن کے بدلے ایك ماہ کے روزے)، یہ پہلی پرابلم ہے، برائے مہربانی اس کے حل کے لیے کوئی راہنمائی فرمائیں، کیونکہ اس نے میری نیند اڑا دی ہے.
دو ہفتہ قبل میرا اس شخص کے ساتھ عقد نکاح بھی ہو گیا ہے اور اس نے رخصتی کے اعلان سے قبل ہی میرے ساتھ بنا یعنی جماع بھی کر لیا کیونکہ رخصتی کے لیے تو ایك سال کا وقت مقرر کیا گیا ہے، میں نے آپ کی ویب سائٹ پر عقد نکاح کرنے والے شخص کے حقوق کا مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ عقد نکاح کر لینے والے شخص کو خرابیوں سے اجتناب کے لیے رخصتی کے اعلان سے قبل بیوی کے ساتھ جماع نہیں کرنا چاہیے.
اس بنا پر میں نے اسے کہا کہ اب رخصتی تك میں یہ کام نہیں کر سکتی، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اپنا حق استمتاع لینے پر مصر ہے، اب یہ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ؟
میرے گھر والوں کو علم نہیں کہ میں کنواری نہیں رہی اور مجھے رخصتی کے اعلان سے قبل حمل کا بھی خدشہ ہے، اس طرح کی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے، کیا اگر خاوند مجھے بلائے تو میں اس کی اطاعت کروں ؟ اور کیا مجھے اپنے گھر والوں کو بتا دینا چاہیے کہ وہ مجھ سے دخول کر چکا ہے مجھے علم ہے کہ میرے گھر والے یہ چیز کبھی قبول نہیں کرینگے، اس کا حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب شرعی عقد نکاح مکمل شروط اور ارکان کے ساتھ طے پا جائے یعنی ایجاب و قبول کے ساتھ اور ولی کی موافقت اور دو گواہوں کی موجودگی یا پھر اس نکاح کے اعلان کے ساتھ عقد نکاح طے پا جائے تو یہ عورت اس شخص کی بیوی بن جائیگی، ہر ایك کے لیے ایك دوسرے سے استمتاع کرنا جائز ہے.

چنانچہ رخصتی اور شب زفاف كے اعلان سے قبل دونوں كے ليے بوس و كنار كے ساتھ استمتاع كرنا جائز ہے، چاہے اس كے نتيجہ ميں انزال منى بھى ہو جائے، ليكن جماع نہ ہو.

دوم:

بغير كسى عذر كے رمضان المبارك ميں روزہ چھوڑنے والے پر كفارہ واجب نہيں ہوتا، ليكن اگر اس نے روزہ جماع كے ساتھ توڑا ہو تو اس پر كفارہ واجب ہوگا، اس ليے جس نے جماع كے علاوہ كسى اور چيز كے ساتھ روزہ توڑا اس پر كفارہ نہيں ہے.

اس بنا پر جيسا كہ آپ كہہ رہى ہيں رمضان المبارك ميں لطف اندوزى اور مداعبت ہونے كى صورت ميں كفارہ واجب نہيں، ليكن اگر اس كى نتيجہ ميں منى كا اخراج ہوگيا تو روزہ ٹوٹ جائيگا، اور اس سے توبہ اور ندامت كا اظہار ضرورى ہے اور بطور قضاء ايك روزہ بھى ركھا جائيگا.

ليكن اگر منى كا اخراج نہيں ہوا تو پھر اس دن كا روزہ صحيح ہے اس پر كچھ لازم نہيں آئيگا.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (71213) اور (14315) اور (49614) اور (37887) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

سوم:

آپ كے خاوند نے رخصتى كے اعلان سے قبل آپ سے جماع و دخول كر كے واضح غلطى كى ہے، اس نے جو كيا ہے اس كے بہت سارے غلط نتائج نكل سكتے ہيں، ايك دينى امور كا التزام كرنے والا شخص اہل علم كى ترہيب اور تنبيہات اور نصائح پر عمل نہ كرے اور دخول ميں جلد بازى سے كام لے يہ كيسا التزام ہے ؟

اور پھر اسے يہ حق كا دعوى كرنا بھى غلط ہے صحيح نہيں، كيونكہ اس كے اور بيوى كے خاندان والوں كے درميان اتفاق ہوا تھا كہ رخصتى ايك برس بعد ہوگى، لہذا اسے اس وعدہ اور معاہدہ كو پورا كرنا واجب تھا، اور جو شرط ركھى گئى تھى كہ رخصتى ايك برس بعد ہو گى اس شرط كو پورا كرنا ضرورى تھا.

كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" سب سے زيادہ وہ شروط وفا اور پورا كرنے كا حق ركھتى ہيں جن كے ساتھ تم شرمگاہوں كو حلال كرتے ہو "

صحيح بخارى حديث نمبر (2721) صحيح مسلم حديث نمبر (1418).

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

عقدج نکاح کے بعد اور دخول و رخصتی سے قبل آدمی کے لیے اپنی بیوی سے کیا کچھ جائز ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" آدمی کے لیے اس سے وہ کچھ جائز ہے جو مردوں کے لیے اپنی بیویوں سے جائز ہوتا ہے، لیکن اسے رخصتی تك صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے، اگر وہ کسی واضح امر کی بنا پر بیوی کے گھر والوں کی اجازت سے اسے ملنا چاہے اور اس سے رابطہ کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر بیوی کے گھر والوں کی اجازت سے ملے اور خلوت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن خفیہ طریقہ سے بیوی کو ملنا کہ کسی کو علم بھی نہ ہو ایسا عمل کرنے میں بہت خطرہ ہے کیونکہ ہو سکتا ہے بیوی حاملہ ہو جائے، اور پھر اس کے بارہ میں سوء ظن کرنے لگے، یا بیوی سے رابطہ کا ہی انکار کر دے کہ وہ تو اس سے ملا ہی نہیں اس طرح فتنہ پیدا اور بہت شر پیدا ہو جائےگا، اس لیے اسے اس سے اجتناب کرنا چاہیے.

وہ صبر و تحمل سے کام لے حتی کہ رخصتی آسانی ہو جائے اور شب زفاف کا اہتمام ہو جائے، اور اگر بیوی سے رابطہ کرنے کی ضرورت ہو اور اس سے ملنا چاہے تو وہ بیوی کے والد یا بھائی یا ماں کے ہوتے ہوئے کرے، تا کہ کسی ایسے کام کا ارتکاب نہ کر بیٹھے جس کا انجام اچھا نہ ہو " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (21 / 208 - 209).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب انسان کسی عورت سے عقد نکاح کر لیتا ہے تو وہ اس کا خاوند بن جاتا ہے، اس سے ٹیلی فون پر بات کرنی اور اس کو موبائل میسج کرنا جائز ہے... اس سے سے ٹیلی فون پر بات کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ملاقات کر سکتا ہے؛ کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے، اس لیے اگر وہ اس سے رابطہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر بوس و کنار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس میں جماع میں خطرہ ہے، اور اس سے سوء ظن ہو سکتا ہے، اور اس جماع سے حمل بھی ٹھر سکتا ہے، اور رخصتی کے وقت سے قبل بچہ پیدا ہونے کی صورت میں عورت پر تہمت لگ جاتی ہے " انتہی

دیکھیں: لقاء ات الباب المفتوح (175) سوال نمبر (12).

چہارم:

آپ پر درج ذیل امور سرانجام دینا واجب ہیں:

- آپس میں فوری طور پر ایسے رابطہ سے اجتناب کریں جو جماع کا باعث سکتا ہو.

- خاوند کو اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے، اور رخصتی کرنے میں جلدی کرے، چاہے اسے اس کے لیے قرض بھی حاصل کرنا پڑے، یا اسے اس سلسلہ میں مشقت اٹھانی پڑے، یہ معاملہ حمل کے احتمال سے متعلق نہیں، بلکہ کنوارہ پن ختم ہونے کے یقین سے تعلق رکھتا ہے، اس صورت میں اگر اللہ نہ کرے خاوند فوت ہو جائے یا پھر طلاق دے دے تو بہت خطرناك اور برے نتائج نکل سکتے ہیں.

- اگر خاوند رخصتی جلدی نہیں کر سکتا تو آپ اپنے گھر والوں کو اس کے بارہ میں ضرور بتائیں اور بالکل نہ چھپائیں کیونکہ اس میں ہی آپ کی مصلحت پائی جاتی ہے، اور اگر وہ اس کا بعد میں اقرار کر لے تو بہت آسان ہے، لیکن اگر طلاق ہو گئی اور وہ اس سے انکار کر دے یا پھر فوت ہو جائے تو بہت مشکل پیش آئیگی.

واللہ اعلم .